ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 3, (July to Sep 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-III)urdu-05

ماخذ تحقیقی مجلہ

OPEN ACCESS

CC BY NC

ناصر اقبال خان
اسکالر پی ایچ۔ڈی، شعبہ اردو، الحمد اسلامک یونیورسٹی، اسلام آباد۔
رخسار کنول
اسکالر پی ایچ۔ڈی، شعبہ اردو، الحمد اسلامک یونیورسٹی، اسلام آباد۔
صدیق
لیکچرار، شعبہ اردو، صوابی یونیورسٹی۔

جمیلہ ہاشمی کے افسانوں میں دیہاتی منظر نامہ

Nasir Iqbal Khan*
PhD Research Scholar, Department of Urdu, Alhamd Islamic University Islamabad.
Rukhsar Kanwal
PhD Research Scholar, Department of Urdu, Alhamd Islamic University Islamabad.
Siddique
Lecturer, Department of Urdu University of Swabi.
Email:

The Rural Scene in the Short Stories of Jamila Hashmi

Jamila Hashmi is a renowned fiction writer of Urdu literature. She has gained immense popularity in short stories and novels. In her novels, she has left an impression of individuality that Urdu literary circles can never forget. Taking advantage of the vast canvas of the novel, she has beautifully highlighted various aspects of society, in which the supremacy of men over women comes to the fore as an important aspect. Several novels by Jamila Hashmi have come to the fore. Her social novels include “Talaash-e-Baharan”, “Jog Ki Raat”, “Aatsh-e-Rafta” and “Rohi”. “Talaash-e-Baharan” is her best novel. She has also been awarded the Adamji Award for it. It was first published in June 1961 by Urdu Academy Sindh, Karachi. Along

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 3, (July to Sep 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-III)urdu-05

ماخذ تحقیقی مجلہ

with social novels, Jamila Hashmi has also written two successful historical novels titled "Face to Face" and "Dasht Sous". Jamila Hashmi has three collections of short stories, including "Aap Beti Jag Beti", "Apna Apna Jahannam" and "Rang-e-Bhoom". This article is discussed about her short stories.

Key Words: *Jamila Hashmi, Rural Scene, "Talaash-e-Baharan", "Jog Ki Raat", "Aatsh-e-Rafta", "Rohi", "Aap Beti Jag Beti", "Apna Apna Jahannam", "Rang-e-Bhoom".*

جمیلہ ہاشمی کی جنم بھومی متحدہ ہندوستان کا شہر امرتسر ہے۔ بعد میں تقسیمِ ہند کے بعد ان کا گھرانہ ساہیوال منتقل ہوا۔ اس طرح انھوں نے لاہور میں ایف سی کالج سے ۱۹۵۲ء میں انگریزی کے مضمون میں ماسٹر کیا۔ ۱۹۵۹ء میں ان کی شادی بہاولپور کے نواب سردار احمد اویسی سے ہوئی۔

جمیلہ ہاشمی بطور ناول نگار اور افسانہ نگار معروف ہیں، ان کے ناول "تلاشِ بہاراں" پر انھیں آدم جی ادبی ایوارڈ بھی دیا گیا تھا۔ "آتش الفت اور روہی" بھی ان کا ناول ہے۔ ان کے تاریخی ناولوں میں "دشتِ سوس" اور "چہرہ بہ چہرہ روبہ رو" شامل ہیں۔ ان کے افسانوی مجموعوں میں "رنگ بھوم"، "آتشِ رفتہ کے خاکستر"، "روشنی کی تلاش" اور "شگ زمین" ہیں۔ یہ مجموعے ان کے علامتی اور حقیقت پسندانہ اسلوب کے عمدہ نمونے ہیں جن میں عورت کی سماجی حیثیت، تقسیمِ ہند کے اثرات اور مشرقی تہذیب کی ثقافتی جھلکیاں پائی جاتی ہیں۔ یہاں ان کے افسانوں میں دیہات کے حوالے سے بحث پیش خدمت ہے۔

جمیلہ ہاشمی کے افسانوں میں دیہات کے انداز ہمیشہ ماضی کے بیانیے میں پیش کیے جاتے ہیں۔ ان کے افسانوں میں دیہات کی منظر کشی عموماً جالندھر اور ہوشیار پور کے دیہات کے حوالے سے اپنا رنگ دکھاتی ہے۔ بعد میں انھیں چولستان میں بھی رہنے کا اتفاق ہوا تو ان کے ہاں یہ رنگ بھی نمایاں ہوتا چلا گیا۔ جمیلہ ہاشمی کے افسانوں کا تاروپود عموماً ماضی پرستی کے پردوں میں لپٹا ہوا نظر آتا ہے۔ گاؤں کی مخصوص فضاؤں میں پلنے والے واقعات جن میں رومانیت اور حقیقت پسندی کا سنگم ملتا ہے۔ ان کے دیہاتی کردار عزت اور ناموس کے نام پر ہر قسم کی قربانی دینے کے لیے ہمہ وقت تیار رہتے ہیں۔ ان کے ایک نمائندہ کردار "ہری سنگھ" کا ایک مشہور قول یہ ہے کہ:

"کھوہ اور گھر یہ اجڑتے ہیں جب ان کا چلانے والا باقی نہ رہے۔"(۱)

اس افسانے کا کردار "ہری سنگھ" ماں کی وفات کے بعد اپنی بہن "پریتو" کی پرورش کے لیے اپنا تن من دھن سب کچھ قربان کر دیتا ہے اور اسے ایک ماں اور ایک باپ دونوں کا پیار دے کر بڑا کرتا ہے۔ لیکن جب پریتو

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 3, (July to Sep 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-III)urdu-05

ماخذ تحقیقی مجلہ

اس کی مرضی کے خلاف جوالا سنگھ سے پیار کی پینگیں بڑھاتی ہے تو پہلے تو ہری سنگھ اُسے اچھے سے سمجھا دیتا ہے لیکن وہ جوانی کے نشے میں مست ہے اس لیے وہ کرپان کے ایک ہی وار سے اس کا سر تن سے جدا کر دیتا ہے۔ یہ افسانہ گاؤں کے غیرت مند مرد اور بھائی کی شخصیت کی پرتیں کھول دیتا ہے۔ اس سے ایک حوالہ ملاحظہ ہو:

> "بخشی نے تو میرا قصور معاف نہیں کیا۔ میرا تیرا کوئی جھگڑا۔ تو اگر چاہے تو بچ سکتی ہے۔ تو جوالا سنگھ کے ساتھ کیوں آگ میں پڑے۔ بول تیری اور میری بہن کی بڑی پریت تھی۔ اب وہ پریت نہیں رہی۔ وہ بھی نہیں رہی۔ پر مجھے تجھ کو کچھ نہیں کہنا۔"(۲)

موجودہ افسانے میں جمیلہ ہاشمی نے ہری سنگھ کے حوالے سے دیہاتی فضا کی جامع تصویر کشی کی ہے۔ ایک اور اقتباس ملاحظہ ہو:

> "ہری سنگھ گرنتھ کے سامنے میرے اور جوالا سنگھ کے پھیرے ہوئے تھے، اور میں نے بھی آخر تک اس کا ساتھ دینے کا قول کیا تھا۔ تب واہ گرو بھی وہاں تھا۔ اب بھلا میں اسے چھوڑ کر کہاں جاؤں گی۔ اس کے پیچھے زندہ رہ کر کیا کروں گی۔ بتا؟۔"(۳)

پھر وہ کرتار سنگھ سے مخاطب ہوتا ہے:

> "چاچا تیری میری کوئی لڑائی نہیں۔ میرا باپو تیرا بھائی تھا۔ تو ہماری برادری کا سب سے عقل مند آدمی ہے۔ تیری بات چوپال میں کسی نے بھی رد نہیں کی۔ بتا میں کیا کروں۔ جوالا سنگھ نے میری عزت پر ہاتھ ڈالا ہے۔ میں اسے چھوڑ نہیں سکتا چاچا۔ پر تیری زندگی تیرے اپنے ہاتھ میں ہے۔ گر تو چاہے تو میں تجھے چھوڑ دوں۔"(۴)

اوپر کے اقتباسات سے یہ اندازہ ہو جاتا ہے کہ جمیلہ ہاشمی کے ہاں دیہات کی منظر کشی بہت ہی خوب صورت انداز میں ہو جاتی ہے۔ اس افسانے میں جمیلہ ہاشمی بلونت سنگھ سے متاثر نظر آتی ہیں۔ اس کی وجہ شاید یہ ہو کہ ان کا آبائی علاقہ پنجاب کے دیہات تھے۔ پنجاب کے دیہاتوں کی تہذیب و معاشرت ان دونوں کے افسانوں میں یکساں نظر آتی ہے۔ یوں ہری سنگھ نے پریتو کو راستے سے ہٹا دیا۔ اسی افسانے سے ایک اور اقتباس ملاحظہ ہو:

> "ہری سنگھ پوت یہ زندگی کی ڈگر ہے جس کو ہم میں سے کوئی بھی بدلنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ تو نے جو کچھ کیا اگر نہ کرتا تو مرد نہ ہوتا۔ تیری راہ سیدھی ہے۔ میں تجھے دوش نہیں دوں گا۔ پر میں بہت بوڑھا ہوں اور جوالا سنگھ کے بعد تجھ سے اس کی موت کا بدلہ لینے کے

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 3, (July to Sep 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-III)urdu-05

ماخذ تحقیقی مجلہ

قابل نہیں۔ میری ہڈیوں میں اب نہ وہ جوش ہے اور نہ طاقت۔ جوالا سنگھ کے بعد میں زندہ رہ کر کیا کروں گا۔ ہری سنگھ اچھا ہے تو جو کچھ اس کے ساتھ کرنا چاہتا ہے کر لے۔ پر ہم اس کا ساتھ دیں گے۔ میں بھی اور بخشی بھی۔"(۵)

جمیلہ سنگھ کے افسانوں میں دیہات کے حوالے سے ان کے یہ خیالات بتاتے ہیں کہ انھوں نے دیہات کا اچھی طرح سے مشاہدہ کیا ہے۔ ان کے افسانوں میں دیہاتی زندگی میں عورت کا کردار عموماً مظلوم کا ہوتا ہے۔ چاہے وہ کوئی غلطی کیوں نہ کرے لیکن ہوتی مظلوم ہی ہے۔ یہ عورت غلطیاں بھی کرتی ہے۔ پھر کنویں میں چھلانگ بھی لگاتی ہے اور ڈوب مرتی ہے۔ اس کا مشاہدہ گہرا اور باکمال ہے۔ وہ فنی شعبدہ گری کے کمالات تک پہنچی ہوئی تخلیق کار ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ دیہاتی عورت مو موضوعِ بحث بناتی ہے۔ وہ دیہات کی گیلی زمین کو نئے مستقبل کی امید گردانتی ہے۔ اسی سے نئی کونپلیں اور نئے پھول اُگتے ہیں اور زمین کے چھپے ہوئے خزانے پھوٹتے ہیں۔ پھر نے پھولوں کی خوش بو ماحول کو معطر کر کے اس میں نئے نئے رنگ بکھیر دیتی ہے۔ اس لہراتی ہوئی خوش بو سے نئی مہک پیدا ہوتی ہے۔ گندم کی بالیوں کی مہک پیدا ہوتی ہے۔ بارش سے ماحول خوش گوار ہو جاتا ہے اور نت نئے زمینی خزانے سامنے آتے ہیں۔ وہ لکھتی ہیں:

"بھیگی ہوئی گیلی زمین کسی پاگل عورت کی طرح اپنے سارے خزانے سامنے سجا دیتی ہے۔ ذرا ذرا سے پھول، کونپلیں اور لہراتی ہوئی خوش بوئیں، کبھی سامنے کی طرف منہ کر کے چل رہے ہیں تو گندم کی بالوں کی مہک ہو گی۔ دوسری طرف منہ کرو تو پانی سے آتی ہوئی ہوا کی نمی میں ملی کوئی انوکھی نرالی باس ہو گی جسے پہچاننا مشکل ہو گا۔ آدمی گیلی بارش سے نہاتی ہوئی دھرتی پر چلتا آپ بھی پاگل ہونے لگتا ہے۔"(۶)

چنانچہ جب بارش کی بوندیں زمین سے ملتی ہیں تو جمیلہ ہاشمی دیوانی سی ہو جاتی ہے۔ اس کا رواں رواں خوشی سے پاگل ہو جاتا ہے۔ آسمان سے برکھا رُت برستی ہے تو زمین نہال ہو جاتی ہے۔ ایک جگہ لکھتی ہیں:

"بہت پانی پڑے گا۔ اتنا کہ ایک سال کے لیے کافی ہو یہ بڑھیا نے کہا اور کوئی بولا تک نہیں۔ اجنبی خوش بوئیں ایک جھونکے کی طرح آئیں۔ پھر ہوا جھاڑیوں میں سرسرائی اور پہلی بوند ٹپ سے میرے ماتھے پر گری۔ زمین تالیاں بجا بجا کر گویا پانی کے آنے کی خوشی میں گانے لگی ہو۔ ہمیں آوازوں اور پانی نے گھیر لیا۔ سن سن کرتی ہوئی ریت بجھ گئی۔ میں فلاہتی کا

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 3, (July to Sep 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-III)urdu-05

ماخذ تحقیقی مجلہ

خیمہ سا بنا بیٹھا تھا اور اونٹ کی اوٹ میں تھا جو گردن بڑھا کر بلبلاتا تھا اور ہماری مسرت میں شریک تھا۔ پانی کی چادریں بجلی کی لہروں اور بادل کے اندھیروں سے ہم پر پردوں کی طرح گرائی جارہی تھیں۔"(۷)

افسانہ نگار گاؤں کو ماں کی آغوش سے تشبیہ دیتی ہیں جہاں پناہ لیتے ہوئے ساری تھکن اتر جاتی ہے۔ آدمی سکون سے سرشار ہو جاتا ہے۔ آدمی مسرتوں کی رو کے ساتویں آسمان پر رقص کرنے لگتی ہے۔ مثلاً افسانہ "رات کی ماں" سے یہ اقتباس ملاحظہ ہو:

"اس شام مقدمہ جیتنے کی خوشی میں پوادوں کی بستی میں رت جگا ہوا۔ گل خان اور اس کی ماں بہت خوش تھے۔ کندن کی نندیں جو پرے کی بستیوں میں بیاہی تھیں آئی ہوئی تھیں اور کھانوں پر لدی بیٹھیں تھیں۔ اٹھتیں تو اپنے گھاگھرے سنبھالتیں۔ مٹک مٹک کر چلتیں اور ناز سے چاروں طرف دیکھتیں۔ ان کی آنکھوں میں غرور کی جودت سی تھی جو ستاروں ٹکے ماتھے پر آئے ہوئے دوپٹوں کے ساتھ مل کر اور بھی گہری لگتی تھیں۔ ڈھولک بجاتی عورتیں اور راگوں کے تانوں کے پھریرے اڑاتے بولوں سے انھوں نے ایک رنگ پھیلا رکھا تھا۔ یہ جیت کی خوشی کا انوکھا تہوار تھا۔"(۸)

اسی کے ساتھ گاؤں میں فصل کٹنے کے بعد جو سماں تھا۔ وہ یوں تھا:

"فصل کٹ گئی۔ جاٹ شادیوں اور نگاموں کے لیے زیور کپڑا خریدنے میں لگ گئے۔ بازاروں میں اپنے گھاگھرے گھماتی مٹیاریں پھولوں والے جوتے پہنے اور لمبی چادریں لیے عورتیں دکانوں پر بیٹھ کر ریشمی تھانوں کو ہاتھ لگا کر دیکھتیں اور بھاؤ تاؤ کرتی مٹھائی خریدتیں اور اپنے جسموں، سانسوں کی خوش بو پیچھے چھوڑتی چلی جاتیں۔ بازار رنگ اور نور سے بھرے لگتے۔ گرمی اب اپنے شباب پر تھی۔ لُو چلتی تھی اور لوگ بادلوں کی راہ دیکھتے تھے۔ اڑتی خاک سے بے زار تھے۔ سورج سوا نیزے پر کھڑا تھا۔ اور راتیں بستیوں میں چراغوں، گیتوں اور ہنگاموں کی براتیں لے کر اترتیں۔ گلی گلی میلہ سا لگتا۔"(۹)

ان کے دیہاتی منظر نامے میں باغوں کی اٹھکیلیاں بھی ہیں اور صحر کی تنہائیاں بھی۔ حیوانی جذبات و احساسات بھی ہیں اور پاکیزہ رشتوں کی گرماہٹ بھی۔ ان کے یہ افسانے دیہات کی حقیقی مسرتوں سے پُر ہیں۔ جہاں

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 3, (July to Sep 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-III)urdu-05

ماخذ تحقیقی مجلہ

مٹیارنوں کی ٹولیاں خوشی سے نہال پانی کے مٹکے اٹھائی ہوئی مدھر گیتوں سے ماحول کو معطر کرتی ہیں۔ ان الہڑ مٹیارنوں کے یہ نغمے کے نوجوانوں کے دلوں میں عشق و محبت کے جذبات کو ابھار کر ان میں جوش و خروش پیدا کرتے ہیں۔ ان کے افسانے گاؤں کی زندگی کو جہنم سے بدتر بھی دکھاتے ہیں اور باغوں کی زینت بھی بن جاتے ہیں۔ ان کے افسانوں کے مناظر میں گاؤں کے کھیتوں میں کام کرتے ہوئے کسانوں کی محنت و مشقت کی لفظی تصویریں بھی ہیں اور چوپالوں میں بیٹھی ہوئی پنچائیت کی عکاسی بھی۔

ان کے ہاں ویرانوں میں نیلاہٹوں کی دل فریبی بھی ہے اور ریت سے بھرے صحراؤں کے عجیب و غریب مناظر بھی ہیں۔ ان کے افسانے رنگین کلغیوں اور بڑی بڑی دموں والے پرندوں کے قصے بھی سناتے ہیں اور ساتھ ساتھ صحرا میں جھانکتے ہوئے تیتر بھی۔

جمیلہ ہاشمی کے گاؤں جہاں شرمیلی مسکراہٹوں والی سیاہی مائل راتوں کے اندھیرے اور پراسرار دوپٹوں کی اوٹ میں چھپاتی ہوئی کنواریاں بھی سرگوشیاں کرتی ہوئی نظر تتی ہیں۔ جہاں ان کی محبت پر پہرے بٹھائے جاتے ہیں اور ان کی قسمت کا فیصلہ بزرگوں کے اقوال کا محتاج ہوتا ہے اور یہ فیصلہ ہمیشہ ان کی امنگوں اور خواہشات کے خلاف ہی نکلتا ہے۔ یہ کنواریاں گم سم کھڑی ہو کر اپنی قسمت کو کوستی ہوئی اور آنکھوں میں آنسو لیے ہوئے نظر آتی ہیں۔ بعض اوقات اپنی قسمت کا فیصلہ مخالف سمت میں دیکھ کر کنویں میں چھلانگ لگاتی ہیں اور یوں اندھیری راتوں میں موت کے گھاٹ اتر جاتی ہیں۔ یہاں سرکاری قانون نہیں لیکن پھر بھی انصاف کا ایک خود ساختہ نظام ہے جو بظاہر سادہ سا ہے مگر باطن مربوط ہے اور اس سے کسی کو مفر نہیں۔ اندر میں امن ہی امن ہے۔ اس گاؤں کے صحرا بھی گاؤں کے ساتھ ساتھ ملے ہوئے ہیں تو دوسری طرف دریا بھی اپنے حال میں مست رواں دواں ہے۔ بستی کے لوگ ان دو پاٹوں کے بیچ زندگی گزار رہے ہیں۔ اسی طرح کی کہانی میں ایک ہیروئن ہے جو سب پر بھاری ہے۔ اس کا نام مریم ہے۔ اس کے حسن کے چرچے زبان زد عام ہیں۔ لیکن اس کے والدین بھی تو اس دھرتی کے باسی ہیں۔ اس رواج کی چکی میں پس رہے ہیں۔ اگر کوئی مریم کے رشتے کے لیے شہر سے آتا ہے تو ماں باپ اس کا خیر مقدم کرنے کی بجائے اس پارٹی کو الٹا سا جواب دے کر ان کو ناامید لوٹاتے ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ یہاں کا ماحول سب سے مختلف ہے۔ یہ آزاد صحرائی لوگ ہیں جو کسی کی نہیں مانتے۔ ایک اقتباس ملاحظہ ہو:

> "سائیں ہمارے یہاں عورت سے محبت کرنا اور ساری عمر محبت کرنا کوئی ضروری نہیں۔۔۔ عورت تو خرید و فروخت کی شے ہے۔۔۔ چاہے ہم بیٹیوں کو کتنے پیار سے پالیں

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 3, (July to Sep 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-III)urdu-05

ماخذ تحقیقی مجلہ

آخر تو انھیں اپنے گھر جانا ہے۔ وہاں اگر ان کا نصیب اچھا ہوتا ہے تو ان کے ساتھ اچھا سلوک کیا جاتا ہے۔ اور عورتیں بھی خاموش گایوں کی طرح اس سے زیادہ کچھ نہیں مانگتیں۔"(۱۰)

اس سے اندازہ ہو جاتا ہے کہ بستی کے مرد اپنے قانون سے زیادہ کسی اور پر نہ یقین کرتے ہیں نہ مانتے ہیں۔ وہ بس اپنے بنائے ہوئے اصول وضوابط کے مطابق زندگی گزارتے ہیں۔ چنانچہ:

"آدمی حالات کے ہاتھ ایک ادنیٰ کھلونا ہے۔ قدرت ہر رات بادشاہ کی طرح نئے آدمی کو منظور نظر بناتی ہے اور پھر اسے ناکام ونامراد پھیر دیتی ہے۔"(۱۱)

ایک اور اقتباس ملاحظہ ہو:

"زندگی میں انسان اتنی دفعہ ٹوٹتا ہے کہ پھر اسے ٹوٹنے کا رنج نہیں ہوتا۔ وہ کرچیں سمیٹ کر ایک سے دوسری منزل پر چلتا رہتا ہے۔ آدمی میں ٹوٹے ٹکڑوں کو جوڑنے کی ہمت آپ سے آپ آجاتی ہے۔"(۱۲)

"دنیا آگے جائے یا پیچھے آدمی کے لیے کیا فرق پڑتا ہے۔ موت اچھا برا برابر کر دیتی ہے۔۔۔ساری عقل لگالو تب بھی یہی کچھ ہوتا ہے۔ مگر کائنات سے آدمی کا رشتہ ٹوٹ جائے تو بڑا فرق پڑ جاتا ہے۔"(۱۳)

جمیلہ ہاشمی کے افسانے سماجی بندھنوں میں بندھے ہوئے کسانوں کی سچی تصاویر پیش کرتے ہیں۔ وہ فطرت کے قریب زندگی گزارتے ہیں۔ خوب صورت گیتوں سے بھری ہوئی فطرت کے نغموں کے رسیا ہوتے ہیں۔ ان کے افسانوں میں زندگی انتہائی سست روی سے دھیرے دھیرے گزرتی ہے۔ ان کے افسانوں میں سحر بھی ہے اور اسرار بھی۔

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 3, (July to Sep 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-III)urdu-05

ماخذ تحقیقی مجلہ

حوالہ جات

۱۔ جمیلہ ہاشمی، افسانہ، بجھے دیئے، مشمولہ روشنی کی تلاش، مکتبہ شعر و ادب، لاہور، ۱۹۸۲ء، ص ۱۱۳

۲۔ ایضاً، ص ۱۲۵

۳۔ ایضاً، ص ۱۲۷

۴۔ ایضاً، ص ۱۲۷۔۱۲۸

۵۔ ایضاً، ص ۱۲۹

۶۔ ایضاً، ص ۱۵۸

۷۔ جمیلہ ہاشمی، افسانہ، شدت، مشمولہ، مجموعہ جمیلہ ہاشمی، حوالہ ایضاً، ص ۱۷۲

۸۔ جمیلہ ہاشمی، رات کی ماں، ایضاً، ص ۱۸۱

۹۔ ایضاً

۱۰۔ ایضاً، ص ۲۱۰

۱۱۔ ایضاً، ص ۲۱۷

۱۲۔ ایضاً، ص ۳۱۲

۱۳۔ ایضاً، ص ۳۶۲